

بین الاقوامی تعلقات اور اسلامی تعلیمات

☆ ڈاکٹر حافظ محمد طارق

Abstract

In this article the meaning of foreign policy, its objects and need have been brought under discussion in the light of the Holy Quran and good model of the character of the Holy Prophet (S.A.W). The guiding principles to follow agreements, help of the oppressed, assistance of truth, exaltation of religion and unity among the nations have been described in the light of the teachings of the Holy Quran. The agreements which Holy Prophet (S.A.W) made with other nations and tribes teach the lesson of establishment of World peace, human equality, unity and brotherhood.

بین الاقوامی تعلقات کو عموماً خارجہ پالیسی کہا جاتا ہے

لغوی مفہوم:

خارجہ پالیسی دو الفاظ پر مشتمل ہے (خارجہ، پالیسی)

خارجہ عربی زبان کا لفظ ہے اور جبکہ ”پالیسی“ انگریزی زبان کا

خرج، بیخارج سے نکلنے کے معنی ہیں، باہر کے ہیں تو خارجہ سے مراد ”باہر والی چیز“۔ (۱)

پالیسی، انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی حکمت عملی اور راہ عمل کے ہیں۔ (۲)

بین الاقوامی امور کو عموماً خارجہ امور خیال کیا جاتا ہے۔

”خارجہ پالیسی“ کا درج ذیل اصطلاحی مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

خارجہ پالیسی، ایک آزاد ملک کے ان اقدامات کے مجموعے کا نام ہے جو ایک ملک اپنے قومی ڈھانچوں کے تحفظ کے لئے اٹھاتا

ہے“ (۳)

قانون بین الاقوام ایسے عام اصولوں اور مخصوص قواعد کا مجموعہ ہے جو قومی سماج کے ارکان پر ان کے باہمی تعلقات میں قابل پابندی ہوتے ہیں۔ یہ اصول مشتمل ہوتے ہیں ان حقیقی قوانین پر جو ریاستوں کے باہمی حقوق و فرائض کا تعین کرتے

* اسٹنٹن پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، پاکستان

ہیں ان اضافی قوانین پر جو اس طریقہ کار کا تعین کرتے ہیں جو حکم سے سماج میں نافذ کئے جاتے ہیں۔ (۴)

خارجہ پالیسی کی ضرورت

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ہر فرد انسانی اپنی ذاتی ضروریات کی تکمیل کے سلسلہ میں دوسرے انسانی فرد کا محتاج ہے عین اس طرح ریاست بھی اپنی بقاء، تحفظ اور ارتقاء کے سلسلہ میں دوسری ریاست کی محتاج ہے۔ اس بین الممالک تعلقات کو خارجہ پالیسی کا نام دیا جاتا ہے۔

بین الاقوامی تعلقات ریاست کے مفادات کا تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ارتقاء میں معاون ثابت ہوتے ہیں نیز مملکت کی معیشت کو فروغ دینے اور اس کی سالمیت کو برقرار رکھنے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں نیز ضرورت پیش آنے پر اپنے دفاع کے لئے ذرائع تیار کرنے میں بھی معاونت کرتے ہیں۔ دفاعی ضرورت کے سلسلہ میں قرآن مجید میں بھی رہنمائی کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ وَعَدُوَّ
اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ (۵)

اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک سے بٹھاؤ۔ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں۔

اسلامی بین الاقوامی تعلقات کے مقاصد

ازمنہ قدیم کی خارجہ پالیسیوں کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ان سب کی بنیاد خود غرضی، ذاتی مفاد، جنگ و جدل اور دوسری اقوام پر غلبہ حاصل کرنے پر مبنی تھیں۔ لیکن اس کے برعکس آپ ﷺ کی قائم کردہ ریاست مدینہ کی خارجہ پالیسی ہر لحاظ سے مکمل اور جامع ہے اس میں صرف جنگ کے قوانین ہی نہیں ہیں بلکہ جملہ شعبہ ہائے زندگی پر محیط نظر آتی ہے۔

مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ (یثرب) میں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور دیگر اقوام و قبائل سے تعلقات استوار کرنے میں آپ ﷺ کے کچھ خاص مقاصد تھے۔

اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد چونکہ دین کی اشاعت اور سر بلندی کرنا ہوتا ہے دین کی اقامت و حفاظت کے فرض کی تکمیل کے سلسلہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی اسلامی ریاست دست بردار نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی بقا و دوام اسی میں ہی مضمر ہے۔

دیگر اقوام عالم کے ساتھ قوانین و ضوابط کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ کوئی مستقل یا مستند مقررہ قواعد و ضوابط کا مجموعہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے اندر مختلف جغرافیائی خطوں میں مختلف نظام رائج ہیں لیکن اس حقیقت سے قطعاً انکار ممکن نہیں ہے کہ اسلام اپنا ایک

منفرد اور ممتاز نظام رکھتا ہے جس کو بنیاد بنا کر بین الاقوامی تعلقات کے اصول وضع کئے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی تعلیمات، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاست خارجہ کی روشنی میں اسلام کی خارجہ پالیسی کے جو اصول سامنے آتے ہیں وہ ذیل ہیں:

۱- دین کی سر بلندی

۲- مساوات انسانی

۳- بین الاقوامی امن کا قیام

۱- دین کی سر بلندی

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اس کا پیغام تمام بنی نوع انسان کے لئے سود مند ہے اور باعث ترقی بھی عالمگیر پیغام کو تمام انسانوں تک پہنچانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رکھی ہے۔ اسی خصوصیت کی بناء پر قرآن مجید میں انہیں ”خیر امت“ کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ . (۶)

تم بہترین امت ہو لوگوں کی (بھلائی کے لئے) نکالے گئے ہو نیکی کا حکم دیتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

قرآن کریم کی بیان کردہ تعلیمات کی روشنی میں اسلامی ریاست کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ وہ دین کی بلندی کا ہر لمحہ خیال رکھے اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اس کی ادائیگی کے لئے دیگر اقوام سے تعلقات قائم رکھنے کا پہلا بنیادی مقصد اسی کو بنائے۔

۲- مساوات انسانی

اسلام سے قبل انسانیت مختلف گروہوں اور جماعتوں میں بٹی ہوئی تھی اسلام نے تمام نسلی امتیازات کو ختم کر کے اعلان کیا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (۷)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں اس لئے بنایا تا کہ تمہاری شناخت ہو سکے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ سب انسانوں کی ابتداء یکساں ہے کوئی کسی سے نسلی طور پر برتر نہیں ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

الخلق عیال اللہ (۸)

”مخلوق اللہ کا کنبہ ہے“۔

قرآن و حدیث کی تعلیمات سے جو اصول اخذ ہوتا ہے وہ مساوات انسانی ہے۔

لہذا اسلامی ریاست کے لئے لازمی امر ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی وضع کرتے وقت مساوات انسانی کو اپنی پالیسی کی بنیاد بنائے۔
اس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے طریقہ کار کی ضرورت ہے اس طریقہ کار کی وضاحت اور اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے ہمارے سامنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس بہترین نمونہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جملہ معاہدات و خطوط کے اندر اپنی اس پالیسی کو بنیاد بنایا اور مساوات انسانی کا درس دیا اور اسی بنیاد پر خارجہ تعلقات دیگر اقوام سے استوار کئے گئے۔

۳۔ امن و امان کا قیام

اسلام امن کا داعی ہے اور داخلی و خارجی ہر دو سطح پر امن کے قیام کے لئے لازمی و بنیادی تعلیمات اسلام ہی کی تعلیمات سے اخذ ہوتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (۹)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ

مُهْتَدُونَ (۱۰)

جو ایمان لائے اور پھر انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی انہی کے

لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

ان آیات کے متفقہ مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام اس وقت تک معتبر اور قابل قدر نہیں ہے جب تک امن و سلامتی کو برقرار نہ رکھا جائے اور اس کے فروغ کے لئے کوشش نہ کی جائے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (۱۱)

مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

چنانچہ اسلامی ریاست کے لئے یہ لازمی امر گردانا جاتا ہے کہ امن کے قیام و فروغ کے سلسلہ میں داخلی اور خارجی سطح پر اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لائے۔

اسلام کی خارجہ پالیسی مذکورہ تینوں اصولوں کی بنیاد پر قائم کی جاتی ہے۔ اور اسلامی ریاست کا بنیادی فریضہ ہے کہ وہ مساوات انسانی اور عالمی امن کے فروغ کو ہی بنیاد بنا کر اپنی خارجہ پالیسی وضع کرے۔

لسانہ، الموسوعة الحديث الشريف الرياض، رقم الحديث ۱۰ ص ۳

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بین الاقوامی تعلقات کے رہنما اصول

معاهدات کے احترام کا حکم۔

معادہ انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی دو فریقین کے مابین یا اقوام کے مابین ہر حال میں معادہ کی پابندی کو لازمی گردانا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الَّذِينَ عَاهَدتْ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْفُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَمَا تَتَّقِفْنَهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلَفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَدْتَكُرُونَ ۝ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ۝ (۱۲)

”جن کے ساتھ تو نے معادہ کیا پھر وہ ہر موقع پر اس کو توڑتے ہیں اور ذرا خدا کا خوف نہیں کرتے پس اگر یہ لوگ تمہیں لڑائی میں مل جائیں تو ان کی ایسی خبر لو کہ ان کے بعد جو دوسرے لوگ ایسی روش اختیار کرنے والے ہوں ان کے حواس باختہ ہو جائیں تو قہر ہے کہ بد عہدوں کے اس انجام سے وہ سبق حاصل کر لیں گے اور اگر کبھی کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کے معادہ کو اعلانیہ اس کے آگے پھینک دو یقیناً اللہ تعالیٰ خائسوں کو پسند نہیں کرتا“۔

آیت مذکورہ کے مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ کسی قوم سے معادہ کا احترام اتنی حد تک روا ہے جب تک وہ اس معادہ کا احترام کریں۔ اگر کسی قوم سے مسلمان قوم کا معادہ ہو اور پھر وہ معادہ اندازہ مداریوں سے سبکدوش ہونے کی بجائے ان کو پس پشت ڈال دیتے ہیں تو مسلمانوں کو معادہ توڑ دینے کا حق ہے۔ اس کے علاوہ ان آیات سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر مسلمان قوم

کی کسی غیر مسلم قوم کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہے اور وہ معاہدہ یہ والی قوم ان کا ساتھ دیتی ہے تو ان سے بھی انہی دشمنوں والا سلوک کیا جائے گا کیونکہ انہوں نے اپنی انفرادی حیثیت میں اپنی قوم کے معاہدے کی خلاف ورزی کر کے اپنے آپ کو معاہدہ کے تحت آنے والے حقوق کا مستحق نہیں رہنے دیا ہے۔

دوسری آیت مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ اگر مسلمانوں کا کسی شخص، جماعت یا ملک سے معاہدہ امن قائم ہو اور اس کے طرز عمل سے یہ ظاہر ہو جائے وہ اس معاہدہ کی پابندی میں کوتاہی کر رہے ہیں یا اس بات کا اندیشہ پیدا ہو جائے (ان کے طرز عمل سے) کہ موقع پاتے ہی وہ غداری کریں گے یا مخالف گروپ کی حمایت کریں گے تو ان سے خود بخود معاہدہ ختم کر دیں اور ان کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جائے گا جو معاہدہ نہ ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔

تیسرا امر یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر ایسی صورتحال پیدا ہو جانے کے بعد معاہدہ فسخ کرنا چاہتے ہو تو اس امر کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے کہ فریق مخالف کو معاہدہ شکنی کے بارے کھلم کھلا طور پر بتا دیا جائے کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ تاکہ وہ کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہ رہیں۔

تو انہی آیت مبارک کی روشنی میں آپ ﷺ نے اسلام کی بین الاقوامی پالیسی کا یہ ایک مستقل اصول قرار دیا تھا:

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

من كان بينه وبين قوم عهد فلا يشد عقدة ولا يحلها حتى ينقضى

امدها او ينبذ اليهم على سواء (۱۳)

”جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو اسے چاہئے کہ معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے عہد کا بند نہ کھولے یا نہیں تو ان کا عہد برابری کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی طرف پھینک دے“

اس کے علاوہ آیت مذکورہ سے بین الاقوامی پالیسی کا یہ اصول بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی معاہدہ قوم سے ہمارا اختلاف پیدا ہو جائے تو ہم ان کے خلاف طاقت کا استعمال کر سکتے ہیں۔ تاہم اس کے ساتھ یہ ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے کہ ہمارا یہ طاقت کا استعمال واضح اعلان کرنے کے بعد ہونا چاہئے چوری چھپے ایسی کارروائی کرنا بد اخلاقی ہے۔

بین الاقوامی پالیسی کمزور اور بزدلانہ نہ ہو

قرآن کے مطالعہ سے جو ہدایات ملتی ہیں ان میں سے ایک واضح ہدایت یہ بھی ہے کہ غیر اقوام سے تعلق قائم کرتے وقت برابری کی سطح پر اپنے حقوق کا تحفظ کرنا ضروری ہے۔ کسی قوم کی معاشی اور ثقافتی برتری سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ ۝ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي
أَيْدَكَ بِبَصِيرَةٍ وَالْمُؤْمِنِينَ ۝ (۱۴)

(اور اے نبی!) اگر (دشمن) صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے
لئے جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے اور
اگر وہ دھوکہ کی نیت رکھتے ہوں تو تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے وہی تو ہے جس
نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے تمہاری تائید کی۔

درج بالا آیت مبارکہ اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ بین الاقوامی تعلقات میں اگر دشمن قوم یا گروہ صلح
پر آمادہ ہو جائے تو فوری صلح پر تم بھی آمادہ ہو جاؤ یعنی دشمن اگر مصالحت کی خواہش ظاہر کرے تو تم بھی فوراً تیار ہو جاؤ لیکن ان کی
طرف صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھانے سے قبل اس امر کو ہر حال ذہن میں رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے کہ توکل اور بھروسہ صرف خدا کی
ذات پر ہو، کسی قسم کی بزدلی اور کمزوری نہیں دکھانی چاہئے۔ دشمن یہ نہ سمجھیں کہ یہ بزدل قوم ہے یا صلح ان کی مجبوری ہے۔
نیز اسلامی ریاست کی ذمہ داری ان مسلمانوں تک محدود ہے جو اس کے اندر رہتے ہوں۔
اس کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ بھی ہے:

انا برئى من كل مسلم بين ظهرانى المشركين (۱۵)

”میں کسی ایسے مسلمان کی حمایت، حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہوں جو مشرکین کے
درمیان رہتا ہو“

کسی فرد کا فرد کے ساتھ یا قوم اور مملکت کا دوسری قوم و مملکت کے ساتھ اس وقت تک قائم رکھنے اور معاہدہ کا پاس و لحاظ رکھنا
ضروری قرار دیا گیا ہے جب تک دوسری قوم معاہدہ کا لحاظ رکھے یعنی جو بین الاقوامی معاہدات کسی مدت تک طے قرار پا جائیں تو
ان کے طے شدہ مدت تک تکمیل کو ضروری گردانا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوا شَيْئًا وَلَمْ
يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (۱۶)

”بجز ان مشرکین کے جن سے تم نے معاہدے کئے پھر انہوں نے اپنے عہد کو
پورا کرنے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو

ایسے لوگوں کے ساتھ تم بھی مدت معاہدہ تک وفا کرو، مذکورہ آیت کریمہ سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ بین الاقوامی تعلقات کے سلسلے میں جو امور اور معاہدات باہمی رضامندی سے طے پاچکے ہیں اگر دوسری قوم یا ملکیت اس کا لحاظ رکھتی ہے تو اسلامی حکومت کا بھی فرض ہے کہ ان معاہدات کا احترام کرے اور یہی قرآنی تعلیمات ہیں۔

عہد شکنی موجب فساد ہے

معاہدات عموماً تین قسم کے عمل میں آتے ہیں ایک وہ جو انسان اپنے رب سے کرتا ہے جو صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرا وہ ایک فرد دوسرے فرد کے ساتھ یا گروہ دوسرے گروہ کے ساتھ کرتا ہے جسے ہم اصطلاحی زبان میں خارجہ پالیسی کا نام دیتے ہیں اور حلفاً کئے گئے وعدہ جات بھی اسی زمرے میں آتے ہیں اور تیسرے نمبر وہ عام معاہدات ہیں جو عموماً روزمرہ کے معمولات میں کئے جاتے ہیں۔

ان تینوں قسموں کے عہدوں کی پابندی کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جو معاہدہ توڑے گا اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (۱۷)

عہد کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔

یہ کوئی انفرادی دفعہ نہیں ہے بلکہ جب اسلامی حکومت قائم ہوگی تو عہد نبوی میں اس کو پوری قوم کی داخلی و خارجی سیاست کا سنگ بنیاد ٹھہرایا گیا۔

معاہدات کی پابندی

قرآن مجید جہاں معاہدات کی پابندی پر زور دیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس امر کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ اسلامی حکومت اس بات کو ہر حال میں مدنظر رکھے کہ غیر مسلم حکومت سے اس قسم کے معاہدات نہ کرے جس سے کسی دوسری اسلامی مملکت کے بنیادی حقوق متاثر ہوتے ہوں۔ یا دوسری اسلامی مملکت کے مفادات مجروح ہوتے ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ (۱۸)

”اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا ہمدرد دوست نہ بناؤ“

اس سے خارجہ پالیسی کا ایک اہم اصول یہ مستنبط ہوتا ہے کہ کوئی غیر مسلم حکومت کسی اسلامی حکومت پر حملہ کرے تو اسلامی مملکت کا

فرض ہے کہ وہ اس کی مدد کرے۔

امن کی ترویج

مطالعہ قرآن سے اس امر کی نشاندہی بھی ہوتی ہے کہ اسلامی حکومت کے تمام معاملات دیگر اقوام سے صلح اور امن و اشتی کے بنیادی اصول پر طے ہونے چاہئیں۔ اس میں کسی قسم کی شدت، انتہاء پسندی اور جارحانہ عزائم کی اساس پر کوئی معاہدہ طے نہ کیا جائے۔ اگر فریق امن کے قیام پر راضی ہوتا ہے یا رضامندی کا اظہار کرتا ہے تو تم بھی تیار ہو جاؤ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (۱۹)

”اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ“

یعنی اسلامی مملکت کی خارجہ پالیسی ہر حال میں امن پر مبنی ہونی چاہئے۔

حق کی معاونت

امن قائم کرنے کی غرض سے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ حکومت ان افراد یا گروہ کی معاونت کرے جو حق پر قائم ہوں یہ ایک ایسا اصول ہے جس سے بڑے بڑے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

(۲۰)

ایک دوسرے سے نیک کام اور پرہیزگاری پر مدد کرو اور گناہ و ظلم پر مدد نہ کرو۔

اگر دنیا کی بڑی طاقتیں اس پر عمل پیرا ہو جائیں کہ حق و صداقت میں تعاون کریں اور برائی اور غلط رویہ پر مبنی رویوں کی معاونت ترک کر دیں تو عالمی امن قائم کرنے میں کافی معاونت و مددگار ثابت ہوں گی۔ کیونکہ دنیا میں ظاہری فساد کی وجہ بھی عموماً یہی ہے کہ بڑی بڑی حکومتیں باطل کا ساتھ دیتی ہیں۔

محاربین کے درمیان صلح کرانا:

امن قائم کرنے کی غرض سے جو اصول و نظریات قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر فریقین کے درمیان تنازعہ بڑھ کر لڑائی کی صورت اختیار کر لے تو ان کے درمیان صلح کر دینی چاہئے تاکہ امن قائم ہو سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ

إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ
فَإِنْ فَاءَتْ فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا
اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۲۱)

”اور اگر مومنوں میں سے دو گروہ جنگ کریں تو ان میں صلح کرادو، پس اگر ایک
دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو اس سے جنگ کرو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک
کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے پس اگر وہ رجوع کرے تو ان کے
درمیان عدل سے صلح کرادو اور انصاف کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں
کو پسند کرتا ہے۔“

اس آیت مبارکہ سے بھی امن کے قیام کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن سے لڑائی کا اندیشہ ہو یا
لڑائی شروع ہو جائے تو ان فریقوں کے درمیان صلح کرادینا ضروری ہے یہ لڑائی دو گروہوں میں بھی واقع ہو سکتی ہے اور دو ملکوں
کے درمیان بھی تو اس صورتحال میں حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کے مابین فساد کی وجہ دریافت کر کے متحارب فریقین کے
درمیان صلح کرادیں۔

اتحاد و یگانگت کے داعی

اسلامی مملکت کے لئے قرآن مجید نے جن اصولوں کی طرف رہنمائی کی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے تعلقات کی نوعیت
ایک عالمی انسانی برادری قائم کرنے والی ہو اور تمام عالم کی قوموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرے۔ اس سلسلہ میں ذیل کی
آیات بینات سے واضح اشارات ملتے ہیں جن میں امت کی وحدانیت و یگانگت کا درس ملتا ہے:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ (۲۲)

”اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔“

كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا (۲۳)

”سب لوگ ایک ہی امت ہیں لیکن وہ اس میں جھگڑتے ہیں۔“

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اللهم ربنا ورب كل شئى انى اشهد ان العباد كلهم اخوة (۲۴)

”اے ہمارے اور ہر چیز کے پروردگار میں گواہی دیتا ہوں کہ انسان سب آپس

میں بھائی بھائی ہیں۔“

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام اقوام عالم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جاسکے اور مذکورہ آیت میں اسی اتحاد و یگانگت کا درس دیا گیا ہے۔

چنانچہ اسلامی مملکت دیگر اقوام سے ایسے تعلقات قائم کرے جن کی وجہ سے ایک عالمی انسانی برادری قائم ہو سکے۔

احترام انسانیت و مظلوموں کی دستگیری

اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی احترام انسانیت اور مظلوموں کی دستگیری پر مبنی ہے۔ چنانچہ مکہ المکرمہ میں مظلوم افراد کی نصرت و حمایت اور دستگیری کے متعلق قرآن مجید نے توجہ مبذول کرائی تھی کہ ایسے افراد جو ظالموں کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں ان کی معاونت کرنا ریاست مدینہ کہ ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا (۲۵)

”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں جنگ نہیں کرتے کمزور مردوں،

عورتوں اور بچوں کے لئے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نکال

جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور اپنی جانب سے ہمارا کوئی دوست بنا اور

معاون و مددگار بنا۔

درج بالا آیت مبارکہ مظلوموں کی داد رسی کرنے کے سلسلہ میں تشبیہ کی گئی ہے کہ تم کمزور طبقہ کے افراد کی داد رسی کے لئے اقدام کیوں نہیں کرتے۔

آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ سے درج بالا (اسلامی تعلیمات پر مبنی) رہنما اصولوں سے عیاں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غیر مسلم اقوام، قبائل اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے امیر، نواب اور رؤسا سے جو بھی معاہدے کیے ان سے عالمی قیام امن، احترام انسانیت اور اتحاد بین الاقوام کا درس ملتا ہے اور اسلامی مملکت کو خارجہ پالیسی وضع کرتے وقت قرآنی اصولوں اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے تاکہ اسلامی مملکت ارتقائی منازل طے کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی قیام امن میں کلیدی کردار ادا کر سکے۔

حوالہ جات

1. لوئیس ملوف ، المنجد فى اللغة ، دارالمشرق، بيروت ، ص ۱۷۲
2. Kitabistan 29th Century Practical Dictionary, P 509
- 3- ایس ایم شاہد، قانون بین الممالک، ص 18
- 4- ایس ایم شاہد، قانون بین الممالک، ص ۱۸
- 5- الانفال: ۶۰
- 6- آل عمران: ۱۱۰
- 7- الحجرات: ۱۳
8. ابن عبد ربہ، العقد الفرید، مطبوعہ مصر، ۱ / ۲۶۲
- 9- البقرۃ: ۲۰۸
- 10- الانعام: ۸۴
- 11- الجامع الصحیح للبخاری ، کتاب الایمان ، باب المسلم من سلم المسلمون من
- 12- الانفال: ۵۶-۵۸
13. السنن ابی داؤد، باب فى الامام یكون بینہ و بین العدو عهد، رقم الحدیث ۲۷۵۹
- 14- الانفال: ۶۱، ۶۲
15. السنن لابى داؤد، باب النهی عن قتل من اعتصم بالسجود، رقم الحدیث ۲۶۳۵
- 16- التوبۃ: ۳
- 17- بنی اسرائیل: ۳۳
- 18- آل عمران: ۲۸
- 19- الانفال: ۶۱
- 20- المائدۃ: ۲
- 21- الحجرات: ۱۰، ۹
- 22- (النساء) ۴: ۱
- 23- (یونس) ۱۰: ۱۹
24. الهیثمى، على بن ابوبكر، مجمع الزوائد، ۷ / ۱۶۳
- 25- النساء: ۷۵